بحث قبر پر اذان دینے کی تحقیق

مسلمان میت کو قبر میں دفن کر کے اذان دینا اہل سنت کے نزدیک جائز ہے جن کے بہت سے دلائل ہیں۔مگر وہابی دیوبندی اس کو بدعت، حرام، شرک اور نہ معلوم کیا کیا کہتے ہیں۔اس لئے اس بحث کے دو باب کئے جاتے ہیں۔ پہلے باب میں اس کا ثبوت دوسرے باب میں اس پر اعتراضات وجوابات بعون اللہ تعالیٰ وکرمہ۔

پہلا باب

اذان قبر کے ثبوت میں

قبر پر بعد دفن اذان دینا جائز ہے احادیث اور فقہی عبارات سے اس کا ثبوت ہے۔مشکوٰۃ شریف کتاب الجنائز باب مایقال عند من حضرت الموت ٥ میں ہے:

لقنوا موتکم لا اله الااللّٰه٥

ترجمہ: اپنے مردوں کو سکھاؤ لا اله الااللّٰه٥

دنیاوی زندگی ختم ہونے پر انسان کے لئے دو بڑے خطرناک وقت ہیں: ایک تو جان کنی کا، دوسرا سوالات قبر بعد دفن کا اگر جان کنی کے وقت خاتمہ بالخیر نصیب نہ ہوا تو عمر بھر کا کرادھرا سب برباد ہو گیا۔اور اگر قبر کے امتحان میں ناکامی ہوئی تو آئندہ کی زندگی برباد ہوئی۔دنیا میں تو اگر ایک سال امتحان میں فیل ہو گئے تو سال آئندہ دے لو۔مگر وہاں یہ بھی نہیں۔اس لئے زندہ کو چاہیے۔کہ ان دونوں وقتوں میں مرنے والے کی امداد کریں کہ مرتے وقت کلمہ پڑھ پڑھ کر سنائیں اور بعد دفن اس تک کلمہ کی آواز پہنچائیں کہ اس وقت تو وہ کلمہ پڑھ کر دنیا سے جائے اور اب اس امتحان میں کامیاب ہو، لہٰذا اس حدیث کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک تو یہ ہے کہ جو مر رہا ہو اس کو کلمہ سکھاؤ۔دوسرے یہ کہ جو مر چکا ہو اس کو کلمہ سکھاؤ پہلے معنی مجازی ہیں اور دوسرے حقیقی۔اور بلاضرورت معنی مجازی لینا ٹھیک نہیں۔لہٰذا حدیث کا یہ ہی ترجمہ ہوا کہ اپنے مردوں کو کلمہ سکھاؤ اور یہ وقت دفن کے بعد کا ہے۔چنانچہ شامی جلد اول باب الدفن بحث تلقین بعد الموت میں ہے:

ام عند اهل السنة فالحديث لقنوا موتکم محمول علٰی حقيقته و قد روی عنه عليه السلام انه امر بالتلقين بعد الدفن فيقول يا فلان ابن فلان اذکر دينك الذی کنت عليها٥

ترجمہ: اہل سنت کے نزدیک یہ حدیث لقنوا موتکم اپنے حقیقی معنی پر محمول ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام سے روایت ہے کہ آپ نے دفن کے بعد تلقین کرنے کا حکم دیا پس قبر پر کہے کہ اے فلاں کے بیٹے فلاں! تو اس دین کو یاد کر جس پر تھا۔

شامی میں اسی جگہ ہے:

وانما لا ینھٰی عن التلقین بعد الدفن لانہ لا ضرر فیہ بل فیہ نفع فان المیت یستانس بالذکر علٰی ما ورد فی الاثارo

ترجمہ: دفن کے بعد تلقین کرنے سے منع نہیں کرنا چاہئیے ۔ کیونکہ اس میں کوئی نقصان تو ہے نہیں بلکہ اس میں نفع ہی نفع ہے کیونکہ میت ذکر الٰہی سے انس حاصل کرتی ہے۔

جیسا کہ احادیث میں آیا ہے اس حدیث اور ان عبارات سے معلوم ہوا کہ دفن میت کے بعد اس کو کلمہ طیبہ کی تلقین مستحب ہے تاکہ مردہ نکرین کے سوالات میں کامیاب ہو۔ چونکہ اذان میں کلمہ بھی ہے۔ اس لئے یہ اذان بھی تلقین میت ہے اور مستحب ہے۔ بلکہ اذان میں پوری تلقین ہے کیونکہ نکرین میت سے تین سوال کرتے ہیں: اول تو یہ کہ تیرا رب کون ہے؟ پھر یہ کہ تیرا دین کیا ہے؟ پھر یہ کہ اس سنہری جالی والے سبز گنبد والے آقا کو تو کیا کہتا تھا؟ پہلے سوال کا جواب ہوا: **اشھد ان لا الٰہ الا اللہo** دوسرے کا جواب ہوا: **حی علی الصلوٰۃo** یعنی میرا دین وہ ہے جس میں پانچ نمازیں فرض ہیں (سوائے اسلام کے کسی دین میں پانچ نمازیں نہ تھیں) تیسرے کا جواب ہوا: **اشھد ان محمدا رسول اللہo** درمختار جلد اول باب الاذان میں ہے کہ دس جگہ اذان کہنا سنت ہے جس کو اشعار میں یوں فرمایا ہے:

فرض الصلوٰۃ وفی اذن الصغیر و فی ۔۔۔ وقت الحریق و الحرب الذی وقعا

خلف المسافر و الغیلان ان ظھرت ۔۔۔ فاحفظ لست من للذی قد شرعا

وزید اربع وذوھم او غضب ۔۔۔ مسافر ضل فی قفر ومن صرعا

ترجمہ: ”نماز پنجگانہ کے لئے، بچہ کے کان میں، آگ لگنے کے وقت، جبکہ جنگ واقع ہو، مسافر کے پیچھے اور جنات کے ظاہر ہونے پر، غصہ والے پر، جب مسافر کو راستہ بھول جاوے اور مرگی والے کے لئے۔“

شامی میں اس کے ماتحت ہے:

قد یسن الاذان بغیر الصلوٰۃ کما فی اذان المولود المھموم و المصروع و الغضبان ومن ساء خلقہ من انسان او بھیمۃ وعند مزدھم الجیش و عند الحریق و قیل عند انزال

المیت القبر قیاسا علٰی اول خروجہٖ للدنیا لکن ردہ ابن حجر فی شرح العباب و عند تفول الغیلان ای عند تمرد الجنo

ترجمہ: نماز کے سوا چند جگہ اذان دینا سنت ہے بچہ کے کان میں، غمزدہ کے، مرگی والے کے غصے والے کے کان میں، جس جانور یا آدمی کی عادت خراب ہو اس کے سامنے، لشکروں کے جنگ کے وقت، آگ لگ جانے کے وقت، میت کو قبر میں اتارتے وقت، اس کے پیدا ہونے پر قیاس کرتے ہوئے لیکن اس اذان کے سنت ہونے کا ابن حجر علیہ الرحمۃ نے انکار کیا ہے، جنات کی سرکشی کے وقت۔

علامہ ابن حجر کے انکار کا جواب دوسرے باب میں دیا جائے گا۔ ان شاءاللہ۔

مشکوٰۃ باب فضل الاذان میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم بلال کی اذان سے رمضان کی سحری ختم نہ کردو، وہ تو لوگوں کو جگانے کے لئے اذان دیتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ زمانہ نبوی میں سحری کے وقت بجائے نوبت یا گولے کے، اذان دی جاتی تھی۔ لہٰذا سوتے کو جگانے کے لئے اذان دینا سنت سے ثابت ہے۔

اذان کے سات فائدے ہیں جن کا پتا احادیث اور فقہاء کے اقوال سے چلتا ہے۔ ہم دو فائدے عرض کئے دیتے ہیں۔ خود معلوم ہو جائے گا کہ میت کو ان میں سے کون کون سے فائدے حاصل ہونگے اولاً تو یہ کہ میت کو تلقین جوابات ہے جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے۔ دوسرے اذان کی آواز سے شیطان بھاگتا ہے۔ مشکوٰۃ باب الاذان میں ہے:

اذا نودی للصلوٰۃ ادبر الشیطٰن له ضراط حتّٰی لا یسمع التذینo

ترجمہ: جب نماز کی اذان ہوتی ہے تو شیطان گوز لگاتا ہوا بھاگتا ہے یہاں تک کہ اذان نہیں سنتا۔

اور جس طرح کہ بوقت موت شیطان مرنے والے کو ورغلاتا ہے تاکہ ایمان چھین لے، اسی طرح قبر میں بھی پہنچتا ہے اور بہکاتا ہے کہ تو مجھے خدا کہہ دے تاکہ میت اس آخری امتحان میں فیل ہو جاوے۔

اللھم احفظنا منہo چنانچہ نوادر اصول میں امام محمد ابن علی ترمذی فرماتے ہیں:

ان المیت اذا سئل من ربك یریٰ له الشیطٰن فیشیر الیٰ نفسهٖ انی انا ربك فلهٰذا ورد سوال الثبت له حین سئلo

ترجمہ: یعنی جبکہ میت سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے تو شیطان اپنی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے کہ میں تیرا رب ہوں۔ اسی لئے ثابت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میت کے سوالات کے وقت

اس کے لئے ثابت قدم رہنے کی دعا فرمائی۔

اب اذان کی برکت سے شیطان دفع ہو گیا میت کو امن مل گئی اور بہکانے والا گیا۔

تیسرے یہ کہ اذان دل کی وحشت کو دور کرتی ہے۔

ابونعیم اور ابن عسا کر نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرمائی:

نزل اٰدم بالهند واستو حش فنزل جبريل فنادىٰ بالاذانo

ترجمہ: حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہندوستان میں اترے اور ان کو سخت وحشت ہوئی پھر جبریل آئے اور اذان دی۔

اسی طرح مدارج النبوت جلد اول صفحہ ٦٢ باب سوم درمیاں آیات شرف وے میں ہے۔اور میت بھی اس وقت عزیز و اقارب سے چھوٹ کر تیرا تاریک مکان میں اکیلا پہنچتا ہے۔سخت وحشت ہے اور وحشت میں حواس باختہ ہو کر امتحان میں ناکامی کا خطرہ ہے۔اذان سے دل کو اطمینان ہو گا۔جوابات درست دے گا۔

چوتھے یہ کہ اذان کی برکت سے غم دور ہوتا ہے اور دل کو سرور حاصل ہوتا ہے۔مسند الفردوس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

راٰنی النبی صلی الله عليه وسلم حزينا فقال يا ابن ابی طالب انی اراك حزينا فمر بعض اهلك يوذن فی ازنك فانه درء الهمo

ترجمہ: مجھ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رنجیدہ دیکھا تو فرمایا کہ کیا وجہ ہے کہ تم کو رنجیدہ پاتا ہوں تم کسی کو حکم دو کہ تمہارے کان میں اذان کہہ دے کیونکہ اذان غم کو دور کرنیوالی ہے۔

بزرگان دین حتیٰ کہ ابن الحجر علیہ الرحمۃ بھی فرماتے ہیں:

جربته فوجدته كذٰلك فی المرقاتo

''مرقاۃ شروع باب الاذان میں ہے یعنی میں نے اس کو آزمایا مفید پایا۔'' اب مردے کے دل پر اس وقت جو صدمہ ہے اذان کی برکت سے دور ہو گا اور سرور حاصل ہو گا۔

پانچویں یہ کہ اذان کی برکت سے لگی ہوئی آگ بجھتی ہے۔ابویعلیٰ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا:

يطفئوا الحريق بالتكبير واذا رايتم الحريق فكبروا فانه يطفی النارo

ترجمہ: لگی ہوئی آگ کو تکبیر سے بجھاؤ اور جب کہ تم آگ لگی ہوئی دیکھو تو تکبیر کہو کیونکہ یہ آگ کو بجھاتی ہے۔

اور اذان میں تکبیر تو ہے **اللہ اکبر ٥** لہٰذا اگر قبر میت میں آگ لگی ہو تو امید ہے کہ خدائے پاک اس کی برکت سے بجھا دے۔

چھٹے یہ کہ اذان ذکر اللہ ہے اور ذکر اللہ کی برکت سے عذاب قبر دور ہوتا ہے اور قبر فراخ ہوتی ہے تنگی قبر سے نجات ملتی ہے۔امام احمد وطبرانی وبیہقی نے جابر رضی اللہ عنہ سے سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ کے دفن کا واقعہ نقل کر کے روایت کی:

سبح النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم کبرو کبر الناس قالوا یارسول اللہ لم سبحت قال لقد تضایق علیٰ ھٰذا الرجل الصلح قبرہ حتیٰ فرج اللہ تعالیٰ عنہ٥

ترجمہ: بعد دفن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سبحان اللہ فرمایا۔ پھر اللہ اکبر حضور نے فرمایا اور دیگر حضرات نے بھی۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یا حبیب اللہ! تسبیح و تکبیر کیوں پڑھی؟ ارشاد فرمایا کہ اس صالح بندے پر قبر تنگ ہوگئی تھی اللہ نے قبر کو کشادہ فرمایا:

اس کی شرح میں علامہ طیبی فرماتے ہیں:

ای مازلت مکبرا و تکبرون واسبح و تسبحون حتٰی فرجہ اللہ٥

ترجمہ: یعنی ہم اور تم لوگ تسبیح و تکبیر کہتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ نے قبر کو کشادہ فرمایا۔

ساتویں یہ کہ اذان میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہے اور صالحین کے ذکر کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے۔امام سفیان ابن عیینہ فرماتے ہیں: **ذکر الصالحین تنزیل الرحمۃ ٥** اور میت کو اس وقت رحمت کی سخت ضرورت ہے۔ غرضیکہ ہماری تھوڑی سی جنبش زبان سے اگر میت کو اتنے بڑے بڑے سات فائدے پہنچ جاویں تو کیا حرج ہے؟

ثابت ہوا کہ قبر پر اذان دینا باعث ثواب ہے۔ شامی باب سنن الوضو میں ہے: **الاصل فی الاشیآء الا باحۃ٥** ”تمام چیزوں میں اصل یہ ہے کہ وہ مباح ہیں“ یعنی جس کو شریعت مطہرہ منع نہ کرے وہ مباح ہے اور مباح کام نیت خیر سے کیا جاوے وہ مستحب ہے۔ شروع مشکوٰۃ میں ہے: **انما الاعمال بالنیات٥** شامی بحث سنن الوضو میں ہے:

ان الفرق بین العادۃ و العبادۃ ھو النیۃ المتضمنۃ للاخلاص٥

ترجمہ: عادت اور عبادت میں فرق نیت اخلاص سے ہے۔

یعنی جو کام بھی اخلاص سے کیا جاوے وہ عبادت ہے۔اور جو کام بغیر اخلاص کے ہو وہ عادت۔

درمختار بحث مستحبات الوضو میں ہے:

و مستحبه هو ما فعله النبى عليه السلام كرة و تركه اخرىٰ وما حبه السلفo

ترجمہ: مستحب وہ کام ہے جس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی کیا اور کبھی نہ کیا اور وہ بھی ہے جس کو گزشتہ مسلمان اچھا جانتے ہیں۔

شامی بحث دفن زیر عبارات ولا يجصص ہے:

وقال عليه السلام ماراٰه المومنون حسنا فهو عندالله حسنo

ترجمہ: جس کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

ان عبارات سے ثابت ہوا کہ چونکہ اذان قبر شریعت میں منع نہیں لہٰذا جائز ہے اور چونکہ اس کو بہ نیت اخلاص مسلمان بھائی کے نفع کے لئے کیا جاتا ہے لہٰذا مستحب ہے۔اور مسلمان چونکہ اس کو اچھا سمجھتے ہیں لہٰذا یہ عنداللہ اچھی ہے خود دیوبندیوں کے پیشوا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ جلد اول کتاب العقائد صفحہ ۱۴ میں فرماتے ہیں:

"کسی نے سوال کیا کہ تلقین بعد دفن ثابت ہے یا نہیں تو جواب دیا یہ مسئلہ عہد صحابہ سے مختلف فیہا ہے اس کا فیصلہ کوئی نہیں کرسکتا۔تلقین کرنا بعد دفن اس پر مبنی ہے جس پر عمل کرلے درست ہے"۔رشید احمد۔

دوسرا باب

اذان قبر پر اعتراضات و جوابات میں

اس مسئلہ میں مخالفین کے حسب ذیل اعتراضات ہیں۔انشاء اللہ اس کے علاوہ اور نہ ملیں گے۔

اعتراض ۱: قبر پر اذان دینا بدعت ہے اور ہر بدعت حرام لہٰذا یہ بھی حرام،حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت نہیں وہ ہی پرانا سبق۔

جواب: ہم پہلے باب میں عرض کر چکے ہیں کہ بعد دفن ذکر اللہ تسبیح و تکبیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے

اور جس کی اصل ثابت ہو وہ سنت ہے، اس پر زیادتی کرنا منع نہیں۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ حج میں تلبیہ کے جو الفاظ احادیث سے منقول ہیں ان میں کمی نہ کرے اگر کچھ بڑھائے تو جائز ہے۔ (ہدایہ وغیرہ) اذان میں تکبیر بھی ہے اور کچھ زیادہ بھی لہٰذا یہ سنت سے ثابت ہے اور اگر بدعت بھی ہو تو حسنہ ہے۔ جیسا کہ ہم بحث بدعات میں عرض کر چکے ہیں۔

فتاوٰی رشیدیہ جلد اول کتاب البدعات صفحہ ۸۹ پر کسی نے دیوبندیوں کے سردار رشید احمد صاحب سے پوچھا کہ کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرانا قرون ثلثہ سے ثابت ہے یا نہیں اور بدعت ہے یا نہیں؟

الجواب قرون ثلثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی۔ مگر اس کا ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اس کی اصل شرع سے ثابت ہے بدعت نہیں۔ رشید احمد عفی۔

اسی کتاب میں صفحہ ۸۸ پر ہے: ''کہ کھانا تاریخ معین پر کھلانا بدعت ہے اگر چہ ثواب پہنچے گا۔'' رشید احمد۔

کہیے جناب یہ ختم بخاری اور برسی کی فاتحہ پر ثواب کیوں ہو رہا ہے؟ یہ تو بدعت ہے۔ اور ہر بدعت حرام ہے حرام پر ثواب کیسا۔

نوٹ ضروری: مدرسہ دیوبند میں مصیبت کے وقت ختم بخاری وہاں کے طلباء سے کرایہ جاتا ہے۔ اہل حاجت طلباء کو شیرینی دیتے ہیں اور روپیہ نفع میں رہا۔ کم از کم پندرہ روپیہ وصول کیے جاتے ہیں۔ شاید یہ بدعت اس لئے جائز ہو کہ مدرسہ کو روپیہ کی ضرورت ہے اور یہ حصول زر کا ذریعہ۔ لیکن اب قبر مومن پر اذان کیوں حرام۔

اعتراض ۲: شامی نے باب الاذان میں جہاں اذان کے موقع پر شمار کیے ہیں وہاں اذان قبر کا بھی ذکر فرمایا مگر ساتھ ہی فرمایا: لکن ردہ ابن حجر فی شرح العباب ٥ اس اذان کی ابن حجر نے شرح عباب میں تردید کر دی ہے۔ معلوم ہوا کہ اذان قبر مردود ہے۔

جواب: اولاً تو ابن حجر شافعی مذہب ہیں۔ بہت سے علماء جن میں بعض احناف بھی شامل ہیں، فرماتے ہیں کہ اذان قبر سنت ہے اور امام ابن حجر شافعی اس کی تردید کرتے ہیں تو بتاؤ کہ حنفیوں کو مسئلہ جمہور پر عمل کرنا ہوگا کہ قول شافعی پر۔ دوم امام ابن حجر نے بھی اذان قبر کو منع نہ کیا بلکہ اس کے سنت ہونے کا انکار کیا یعنی سنت نہیں۔ اگر میں کہوں کہ بخاری چھاپنا سنت نہیں بالکل درست ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بخاری تھی نہ پریس۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ جائز بھی نہیں۔ شامی نے اس موقع پر فرمایا: وقد یسن الاذان ٥ ''ان موقعوں پر اذان سنت ہے'' آگے فرمایا: ردہ ٥ ''اس کی ابن حجر نے تردید کی'' تو کس چیز کی تردید ہوئی؟ سنت کی۔ شامی سمجھنے کے لئے عقل و ایمان

کی ضرورت ہے۔تیسرے یہ کہ اگر مان بھی لو کہ علامہ ابن حجر علیہ الرحمۃ نے خود اذان کی تردید کی تو کیا کسی عالم کے تردید کرنے سے کراہت یا حرمت ثابت ہوسکتی ہے؟ ہرگزنہیں۔ بلکہ اس کے لئے دلیل شرعی کی ضرورت ہے، بلا دلیل شرعی کراہت تنزیہی بھی ثابت نہیں ہوتی۔شامی بحث مستحبات الوضوء میں ہے:

ولا يلزم من ترك المستحب ثبوت الكراهة اذ لا بدله من دليل خاص o

ترجمہ: ترک مستحب سے کراہت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ کراہت کے لئے دلیل خاص کی ضرورت ہے۔

شامی جلد اول بحث مکروہات الصلوٰۃ بیان المستحب واسنتہ والمندوب میں ہے:

ترك المستحب لا يلزم منه ان يكون مكروها الا بنهي خاص لان الكراهة حكم شرعي فلا بد له من دليل خاص o

ترجمہ: مستحب کے ترک سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ مکروہ ہو جائے بغیر خاص ممانعت کے کیونکہ کراہت حکم شرعی ہے اس کے لئے خاص دلیل کی ضرورت ہے۔

آپ تو اذان قبر کو حرام فرماتے ہیں۔فقہاء بغیر خاص ممانعت کے کسی شی کو مکروہ تنزیہی بھی نہیں مانتے۔اگر کہا جاوے کہ شامی نے اذان قبر کو قیل سے بیان کیا اور قیل ضعف کی علامت ہے تو جواب یہ ہے کہ فقہ میں قیل ضعف کے لئے لازم نہیں۔شامی کتاب الصوم فصل کفارہ میں ہے:

فتعبير المصنف بقيل ليس يلزم الضعف o

اسی طرح شامی بحث دفن میت میں ذکر مع الجنازہ کے لئے فرمایا: قيل تحريما و قيل تنزيها o (کہا گیا ہے کہ مکروہ تحریمی ہے اور کہا گیا ہے کہ مکروہ تنزیہی ہے۔) دیکھو یہاں دو قول تھے اور دونوں قیل سے نقل کئے۔عالمگیری کتاب الوقف بحث مسجد میں ہے:

وقيل هو مسجد ابدا و هو الاصح o

ترجمہ: اور کہا گیا کہ وہ ہمیشہ کے لئے مسجد ہے اور یہی صحیح ہے۔

یہاں صحیح قول قیل سے بیان کیا معلوم ہوا کہ قیل دلیل ضعف نہیں۔اور اگر مان بھی لیا جاوے تو بھی اس اذان کو سنت کہنا ضعیف ہوگا نہ کہ جائز کہنا۔کیونکہ یہ سنت ہی کا قول ہے ہم بھی اذان قبر سنت نہیں کہتے صرف جائز و مستحب کہتے ہیں۔

اعتراض ۳: فقہاء فرماتے ہیں کہ قبر پر جا کر فاتحہ کے علاوہ کچھ نہ کرے اور اذان قبر فاتحہ کے علاوہ ہے لہٰذا حرام ہے۔ چنانچہ بحرالرائق میں ہے:

ویکرہ عند القبر کل مالم یعھد من السنة والمعھود منھا لیس الا زیارتھا والدعاء عندھا قائماo

ترجمہ: اور مکروہ ہے قبر کے پاس سنت کے علاوہ کچھ کرنا اور سنت سے ثابت نہیں مگر اس کی زیارت کرنا اور اس کے پاس کھڑے ہو کر دعا کرنا۔

شامی کتاب الجنائز میں ہے:

لایسن الاذان عند ادخال المیت فی قبرہٖ کما ھو المعتاد الان وقد صرح ابن حجر بانہ بدعة و قال من ظن انہ سنة فلم یصبo

ترجمہ: یعنی میت کو قبر میں اتارتے وقت اذان دینا سنت نہیں ہے۔ جیسا کہ آج کل مروج ہے اور ابن حجر نے تصریح فرمادی کہ یہ بدعت ہے اور جو کوئی اس کو سنت جانے وہ درست نہیں کہتا۔

درالبحار میں ہے:

من البدعا التی شاعت فی بلاد الھند الاذان علی القبر بعد الدفنo

ترجمہ: جو بدعتیں کہ ہندوستان میں شائع ہو گئیں ان میں سے دفن کے بعد قبر پر اذان دینا ہے۔

توشیح شرح تنقیح میں محمود بلخی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

الاذان علی القبر لیس بشیءo

ترجمہ: قبر پر اذان دینا کچھ نہیں۔

مولوی اسحاق صاحب مائۃ مسائل میں فرماتے ہیں کہ قبر پر اذان دینا مکروہ ہے کیونکہ یہ ثابت نہیں اور جو سنت سے ثابت نہ ہو وہ مکروہ ہوتا ہے۔

جواب: بحرالرائق کا یہ فرمانا کہ قبر پر جا کر بجز زیارت و دعا اور کچھ مکروہ ہے، بالکل درست ہے وہ زیارت قبور کے وقت فرماتے ہیں یعنی جب وہاں زیارت کی نیت سے جاوے تو قبر کو چومنا یا سجدہ کرنا وغیرہ ناجائز کام نہ کرے اور یہاں گفتگو ہے دفن کے وقت، یہ زیارت کا وقت نہیں ہے اگر وقت دفن بھی اس میں شامل ہے پھر لازم ہوگا کہ میت کو قبر میں

اتارنا، تختہ دینا، مٹی ڈالنا اور بعد دفن تلقین کرنا جس کو فتاویٰ رشیدیہ میں بھی جائز کہا ہے۔ سب منع ہے۔ بس مردے کو جنگل میں رکھ کر فاتحہ پڑھ کر بھاگ آنا چاہیئے اور زیارت قبر کے وقت بھی ممنوع کام کرنا منع ہیں۔ وہ ہی عبارت بحرالرائق کا مقصود ہے۔ ورنہ مردوں کو سلام کرنا یا ان کے قبور پر سبزہ یا پھول ڈالنا بالاتفاق جائز ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے اور بحرالرائق میں فرما رہے ہیں کہ وہاں بجز زیارت اور کھڑے ہو کر دعا کرنے کے کچھ بھی نہ کرے۔

مولوی اشرفعلی صاحب کی حفظ الایمان میں ایک سوال ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب کشف قبور کا طریقہ بیان فرماتے ہیں:

وبعد هفت کره طواف کندودراں تکبیر بخواند و آغاز از راست کندو بعدو طرف پایاں رخسار نهد۔

ترجمہ: یعنی اس کے بعد قبر کا سات چکر طواف کرے اس میں تکبیر کہے اور داہنی طرف سے شروع کرے اور قبر کے پاؤں کی طرف اپنا رخسار رکھے۔

تو کیا قبر کا طواف اور سجدہ جائز ہے؟ اس کا جواب حفظ الایمان صفحہ ۶ پر دیتے ہیں:

"یہ طواف اصطلاحی نہیں ہے جو کہ تعظیم و تقرب کے لئے کیا جاتا ہے اور جس کی ممانعت نصوص شرعیہ سے ثابت ہے بلکہ طواف لغوی ہے یعنی محض اس کے اردگرد پھرنا واسطے پیدا کرنے مناسبت وحی کے صاحب قبر کے ساتھ اور لینے فیوض کے۔ اس کی نظیر حضرت جابر کے قصے میں وارد ہوتی ہے۔ جبکہ ان کے والد مقروض ہو کر وفات پا گئے اور قرض خواہوں نے حضرت جابر کو تنگ کیا انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ باغ میں تشریف لا کر رعایت کرا دیجئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام باغ میں رونق افروز ہوئے اور چھواروں کے انبار لگوا کر بڑے انبار کے گرد تین بار پھرے۔ طاف حول اعظمها بيدارا٥ یہ حضور کا پھرنا کوئی طواف نہ تھا بلکہ اس میں اثر پہنچانے کے لئے اس کی چاروں طرف پھر گئے۔ اسی طرح کشف القبور کے عمل میں ہے"۔

کہیے اگر اذان قبر اس لئے منع ہے کہ قبر پر بجز زیارت و دعا کوئی کام جائز نہیں تو یہ قبر کا طواف اور اس سے فیض لینا کیوں جائز ہے؟ لہٰذا بحرالرائق کی ظاہری عبارت آپ کے بھی موافق نہیں۔ پرلطف بات یہ ہے کہ حفظ الایمان کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ قبروں سے فیض ملتا ہے اور فیض لینے کے لئے وہاں جانا اور طواف کرنا قبر پر رخسار رکھنا جائز ہے۔ اسی کو تقویۃ الایمان میں شرک کہا ہے۔ شامی و توشیخ وغیرہ کی عبارتوں کا جواب سوال نمبر ۱ کے ماتحت گزر گیا کہ اس

میں سنت کا انکار ہے نہ کہ جواز کا تو شیخ کا فرمانا لیـس بشی o اس کے معنی یہ نہیں کہ حرام ہے مراد یہ ہے کہ نہ فرض ہے نہ واجب نہ سنت، محض جائز اور مستحب ہے اور اس کو سنت یا واجب سمجھنا محض غلط ہے جو فقہاء کہ اسکو بدعت فرماتے ہیں وہ بدعت جائز یا کہ بدعت مستحبہ فرماتے ہیں نہ کہ بدعت مکروہہ، کیونکہ بلا دلیل کی کراہت ثابت نہیں ہوتی۔

مولوی اسحاق صاحب دیوبندیوں کے پیشوا ہیں ان کا قول حجت نہیں۔ اور نہ یہ قاعدہ صحیح ہے کہ جو سنت سے ثابت نہ ہو وہ مکروہ ہے ورنہ قرآن کے سپارے اور اعراب اور بخاری بھی مکروہ ہوگئی۔ کیونکہ یہ سنت سے ثابت نہیں۔

درمختار باب صلوٰة العیدین مطلب فی تکبیر التشریق o میں ہے:

ووقوف الناس یوم عرفة فه غیرھا تشبیھا بالوا قفین لیس بشیء o

اسی کے ماتحت شامی میں ہے:

وھو نکرة فی موضع النفی فتعم انواع العبادة من فرض و واجب و مستحب فیفید الاباحة قیل یستحب o

ہدایہ کے حاشیہ میں لیس بشیء کے ماتحت فرماتے ہیں:

ای لیس بشیء یتعلق به الثواب و ھو یصدق علی الاباحة o

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ لیس بشیء مباح کو بھی کہا جاتا ہے۔

اعتراض ۴: اذان تو نماز کی اطلاع کے لئے ہے دفن کے وقت کون سی نماز ہو رہی ہے جس کی اطلاع دینا منظور ہے چونکہ یہ اذان لغو ہے پس ناجائز ہے۔

جواب: یہ خیال غلط ہے کہ اذان فقط نماز کی اطلاع کے لئے ہے۔ ہم پہلے باب میں عرض کر چکے ہیں کہ اذان کتنی جگہ دینی چاہیئے آخر بچہ کے کان میں اذان دی جاتی ہے وہاں کونسی نماز کا وقت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں رمضان کی شب میں دو اذانیں ہوتی تھیں ایک تو سحری کے لئے بیدار کرنے کو دوسری نماز فجر کے لئے۔

لطیفہ: کاٹھیاواڑ میں رواج ہے کہ بعد نماز فجر مصافحہ کرتے ہیں اور یوپی میں رواج ہے کہ بعد نماز عید معانقہ (گلے ملنا) کرتے ہیں ایک صاحب نے ہم سے دریافت کیا کہ معانقہ یا مصافحہ اول ملاقات کے وقت چاہیئے۔ نماز کے بعد تو لوگ رخصت ہو رہے ہیں پھر اس وقت یہ کیوں ہوتا ہے۔ یہ مصافحہ اور معانقہ بدعت ہے لہٰذا حرام ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ معانقہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے۔

مشکوٰۃ کتاب الادب میں ایک باب ہی اسکا باندھا المصافحة و المعانقةo اور وہاں لکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہ سے معانقہ فرمایا۔حدیث کی روش بتاتی ہے کہ یہ معانقہ خوشی کا تھا اور عید کا دن بھی خوشی کا دن ہے اس لئے اظہار خوشی میں معانقہ کرتے ہیں:

نیز درمختار جلد پنجم باب الکراہۃ باب الاستبراء میں ہے:

ای کما تجوز المصافحة ولو بعد العصر و قولهم انه بدعة ای مباحة حسنة كما افاده النووی فی اذكارهٖo

ترجمہ: مصافحہ جائز ہے اگر چہ نماز عصر کے بعد اور فقہاء کا فرمانا کہ مصافحہ نماز عصر کے بعد بدعت ہے یعنی بدعت مباحہ حسنہ ہے جیسا کہ نووی نے اپنے اذکار میں فرمایا۔

اس کے ماتحت شامی میں فرماتے ہیں:

اعلم ان المصافحة مستحبة عند كل لقاء واما ما اعتادة الناس من المصافحة بعد صلوٰة الصبح فلا اصل له فی الشرع علٰی هٰذا الوجه ولكن لا بأس بهٖ و تقييده بما بعد الصبح و العصر علٰی عادة كانت فی زمنهٖ والا فعقب الصلوات كلها كذٰالكo

ترجمہ: ہر ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا مستحب ہے اور فجر کے بعد مصافحہ کا جو رواج ہے اس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں لیکن اس میں حرج بھی نہیں۔اور صبح یا عصر کی قید فقط لوگوں کی عادت کی بناء پر ہے ورنہ ہر نماز ہر کے بعد مصافحہ کا یہ ہی حکم ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصافحہ بہر حال جائز ہے لیکن اس کی تسلی نہ ہوئی یہ ہی کہتا رہا کہ مصافحہ معانقہ ملاقات کے وقت چاہئے ہم کہا اچھا بتاؤ اول ملاقات کسے کہتے ہیں؟ بولا غائب ہونے کے بعد جب ملیں۔تو یہ اول ملاقات ہے ۔ہم نے کہا: غائب ہونے کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ جسماً غائب ہوں۔دوسرے یہ کہ ولی طور پر غائب ہوں۔نماز کی حالت میں اگر چہ بظاہر تمام مقتدی اور امام ایک جگہ ہی رہے مگر حکمی لحاظ سے سب ایک دوسرے سے غائب تھے کہ نہ کسی سے کلام کر سکیں نہ ایک دوسرے کی مدد۔بلکہ یہ تمام لوگ دنیا ہی سے غائب ہیں کہ کھانا، پینا، چلنا پھرنا تمام دنیاوی کام حرام ہیں اور الصلوٰةُ معراج المومنينo کا نقشہ نظر آرہا ہے۔دنیا سے تعلق منقطع ہے اور واصل الی اللہ ہیں جب سلام پھیرا۔اب دنیا میں آ گئے تمام دنیاوی کام حلال ہو گئے۔یہ وقت غائب ہونے کے بعد ملنے کا ہے۔لہٰذا مصافحہ سنت

ہے وہ کہنے لگا کہ یہ منطق سے سمجھا دیا اس کو شریعت نے ملاقات کا وقت نہیں مانا۔ہم نے کہا کہ مانا ہے اس وقت سلام کس کو کرتے ہیں اور کیوں کرتے ہیں؟ امام کو چاہئے کہ سلام میں مقتدیوں اور ملائکہ کو سلام کرنے کی نیت کرے اور مقتدی لوگ امام کو اور ملائکہ کو اور تنہا نمازی صرف ملائکہ کی نیت کرے اور سلام یا تو ملاقات کے وقت ہوتا ہے یا رخصت کے وقت۔ بتاؤ یہ سلام کیسا کیا۔ یہ لوگ کہیں سے آ رہے ہیں یا جا رہے ہیں؟ جا تو نہیں رہے کیونکہ ابھی دعا مانگیں گے، وظیفہ پڑھیں گے۔ بعض لوگ اشراق پڑھ کر اٹھیں گے۔ معلوم ہوا کہ عالم بالا کی سیر کر کے آ رہے ہیں اور سلام کر رہے ہیں لہٰذا مصافحہ بھی کریں تو کیا حرج ہے؟ کہنے لگا کہ پھر تو ہر نماز کے بعد چاہئے۔ ہم نے کہا کہ ہاں اگر ہر نماز کے بعد کرے تب بھی منع نہیں۔ الحمد اللہ کہ اس کی تسکین ہو گئی۔ اسی طرح یہ مسئلہ اذان ہے۔